بھی خاک میں ملا دیا یہ کہکر کہ لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک۔ غرض اہل مکہ کی محبوب شے جو انکی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ شرک کی تردید کی اور بڑے زور و شور سے کی اور انکی باطل امیدوں کو جو حرص کا موجب ہوں خاک میں ملا دیا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنا پڑا ہے۔ اور جنگ ایک ایسا موقعہ ہوتا ہے جہاں انسانی جذبات اور نفسانی قوتوں میں ایک اشتعال اور ہیجان ہوتا ہے اور انسان تمیز نہیں کر سکتا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ مگر اس موقعہ پر بھی لا تعتدوا کی تعلیم دینے والا کامل انسان اپنی قوتوں پر کامل حکومت رکھتا ہے۔ اور نہ اپنی قوتوں پر بلکہ جس قوم کو اپنی پاک صحبت سے پاک کیا ہے انہیں بھی اس قابل کر دیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اپنے ان دشمنوں سے لڑ رہے ہیں جنہوں نے انہیں وطن سے نکالا۔ اور سخت اذیتیں دیں وہ بھی ان حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔

پنجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف قوموں اور مختلف مذاہب سے واسطہ پڑا ہے۔ کسی ایک کے سامنے آپ نہیں دبے اور نہ عسر نے آپ کے خیالات کو پست کیا۔ اور نہ یسر نے بلکہ سلطنت اور حکومت نے بھی آپ کو اعتدال سے باہر نکالا۔ بلکہ آپ تمام حالتوں میں ایک ہی طرز زندگی رکھتے رہے۔ اور قرآن کریم ان دونوں حالتوں میں بھی ایک ہی شان رکھتا ہے اس کے طرز بیان اور اسلوب میں کہیں فرق نہیں آتا۔ مکہ کی حالت بیکسی میں بھی اہل مکہ کی بت پرستی پر انہیں تنبیہہ کرتے رہے اور اس کے برے نتایج سے ڈراتے رہے۔ اور مدینہ طیبہ میں آپ کے مشکلات اور بھی بڑھ گئے تھے۔ مدینہ میں مختلف قومیں یہود اور نصاریٰ وغیرہ آباد تھیں ان تمام قوموں کے ساتھ معاہدات اور معاملات تھے اور باوجودیکہ ان قوموں کے تعلقات ایک طرف ایران سے دوسری طرف روما الکبریٰ کی سلطنتوں سے تھے۔ مگر آپ نے ایک دن بھی گوارا نہیں کیا کہ ان کے غلط عقاید پر انہیں آگاہ نہ کریں عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث و کفارہ اور انکو الوہیت و ابنیت کی تردید کی

اور یہودیوں کو ان کی بداخلاقیوں اور عملی اور اعتقادی کمزوریوں پر متنبہ کیا۔ اسطرح پر آپ نے زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اپنی حالت کو نہیں بدلا اور ان میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔

ششم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت کے لئے منہاج نبوہ پر پیشگوئیاں کی ہیں وہ پیشگوئیاں منہاج نبوۃ کے اصول پر پوری ہوتی ہیں۔ اور راستبازوں کی پیشگوئیوں کیطرح کثرت سے پوری ہوتی ہیں۔ بعض اگر دوسرے وقت پر ملتوی ہوتی ہیں تو یہ اختلاف کے نیچے نہیں آتی ہیں کیونکہ ان کے لئے بھی قرآن مجید پہلے سے بتا دیتا ہے کہ اما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک

ہفتم۔ قرآن مجید میں کچھ اسباب حصول فلاح کے بتائے ہیں۔ اور کچھ افعال یا اعمال دکھ سے بچنے کے ہیں۔ یا اوامر اور نواہی ہیں۔ اوامر کے نتائج اور نواہی کے نتائج بھی بتائے۔ اب جن لوگوں نے اس تعلیم پر عمل کیا انہوں نے وہی نتائج دیکھے اختلاف تب ہوتا ہے کہ نتائج صحیح نہ ہوتے۔ یعنی کامیابی کے اصولوں پر عمل کرنے سے ناکامی اور ناکامی کی راہوں پر چلنے سے کامیابی حاصل ہوتی۔

ہشتم قرآن مجید دنیا کے کسی حصہ اور طبقہ میں اگر قابل عمل درآمد نہ ہوتا۔ یعنی اس کی تعلیم اگر ایسی ہوتی۔ کہ کسی ملک اور قوم کے تو حسب حال ہوتی۔ لیکن دوسروں کے نہ ہوتی۔ تو پھر بھی یہ اختلاف ہوتا۔ مگر نہیں قرآن مجید ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں عالمگیر تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کل دنیا کے لئے اور ابدالآباد کے لئے آیا ہے

نہم تاریخ صحیح کا بھی وہ مخالف نہیں ہے۔

دہم اصول و ارکان اسلام ایسے محکم اور مضبوط بتائے کہ کبھی کوئی اسلامی فرقہ ان میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے قرآن مجید کی صداقت آنحضرت صلعم کی صداقت کی مخالفین اسلام غور کریں۔

دارالامان میں کیفیتِ رمضان

رمضان المبارک کا چاند ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء کو دیکھا گیا۔ اور ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء سے یہ مبارک مہینہ شروع ہوا۔ دارالامان میں رمضان کی کیفیت قلوب پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد سے جامع مسجد میں اول شب میں نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ اور حافظ ابراہیم صاحب قرآن مجید سناتے ہیں۔ اسطرح پر فاروقی دور خلافت یاد آتا ہے۔ اور مسجد مبارک میں ۳ بجے حافظ تصور حسین صاحب ۸ رکعت نماز تہجد پڑھاتے ہیں۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی بھی مسجد مبارک میں شامل ہوتے ہیں۔ حضرت نے ایک پارہ یومیہ کا درس قرآن مجید شروع کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کا جو کوثر اللہ نے آپ کو دیا ہے اس سے تشنگان روحانیت کو سیراب کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ سماں قرآن مجید کے نزول فی الرمضان کی حقیقت کو بتا رہا ہے۔ فی الواقعہ رمضان کے ساتھ قرآن مجید کو خاص مناسبت ہے۔ اس مہینے میں قرآن مجید پر تدبر کرنے والوں کو عجیب عجیب نکات معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ غرض قادیان کی راتیں آجکل بڑی بابرکت ہیں۔ اور دن تو پھر دن ہیں۔ شب و روز قرآن مجید ہی کا ذکر اور شغل ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت اور اشاعت کا یہ طریق بھی بڑا ہی بابرکت ہے۔ اور یہ قرآن مجید کا ایک اعجاز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے۔ ضعف بہت زیادہ ہے رمضان المبارک کا پہلا جمعہ بھی حضرت کے حکم سے حضرت صاحبزادہ صاحب ہی نے پڑھایا۔ اور بخار نے بھی حملہ کیا۔ مگر آپ نے قرآن مجید کے درس کو ایک دن بھی بند نہیں کیا۔ جس سے حضرت مسیح کا وہ

عارفانہ کلام صحیح ثابت ہوتا ہے کہ انسان طعام سے نہیں۔ بلکہ کلام سے جیتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی غذا انو فی الواقعہ قرآن مجید ہے۔ کہ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی وہ اسے ہمیشہ تلاوت کرتے اور علم و حکمت کے خزانے دوسروں پر کھولتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

آج کل خصوصیت سے دعاؤں میں بھی مصروف ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دعائیں ہمارے حق میں سنے۔ اور قبول کرے۔

(آمین)

مراسلات

قبول اسلام

بابو رام چند صاحب ساکن ضلع جہلم نے (جو مختلف سماجوں مثل راولپنڈی شہر۔ گورو کل اریہ کمار سبھا لاہور وغیرہ کے ممبر رہ چکے اور زبان سنسکرت میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ نیز انگریزی میں سٹنڈانٹرنس پائے ہوئے ہیں) آج بتاریخ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء دفتر انجمن ہدایت اسلام دہلی میں تشریف لاکر چند شکوک نسبت اسلام کے رفع فرماکر جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی سرپرست انجمن ہذا کے دست حق پرست پر بطیب خاطر اسلام قبول فرمایا آپکا اسلامی تاریخی نام حفیظ الرحمن رکھا گیا۔ خداوند کریم استقامت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

العبد

محمد یونس عفی عنہ مہتمم انجمن ہدایت اسلام دہلی بقلم خود

"ملت لاہور"

عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کا محافظ۔ انکی مالی سوشل کا مصلح۔ انکی تعلیم کا حامی۔ انکی قومی کاموں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے والا۔ ان میں قومیت اور یگانگت کی زندگی پیدا کرنیوالا فلاحت و زراعت کو ترقی دینے کے متعلق نئی اور عملی تجاویز بتانیوالا۔ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے والا۔ ہندوستان کا واحد اور ہفتہ وار اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپیہ ششماہی ۱۲ سہ ماہی ۸ ہر پنجشنبہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ قوم کے مقتدر اور لیڈروں نے اسکو متانت قابل قدر قومی اخبار تسلیم فرمایا ہے۔ نمونہ از نیازمند محمد شجاع اللہ ایڈیٹر ملت لاہور

سرکاری خبریں برائے مطبع

جرٹن صاحب گورنمنٹ ہند سے واپس آنے پر شملہ میں ڈوبن صاحب کی جگہ تعینات کئے جائیں گے۔ اور آخر الذکر افسر لاہور میں تعلیم جوڈیشل حاصل کریں گے۔

خانصاحب چودہری سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء سے ایک ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور لالہ سنگر پال صاحب اون کو سبکدوش کریں گے۔

جی۔ این ینگ صاحب اسسٹنٹ کمشنر رودپرسٹ صاحب سے سبکدوش کئے جاکر بندوبست لدھیانہ میں بغرض تعلیم مامور کئے جائیں گے۔

آونریبل اے۔ ایچ۔ دانک صاحب کمشنر بندوبست پنجاب کو ایک سال کی رخصت ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء سے عطا ہوئی۔ صاحب فنانشل کمشنر ایک قلیل عرصہ تک علاوہ اپنے کام کے اون کے کام کو انجام دیں گے۔

لالہ سری رام صاحب پہلے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج رائے بہادر مولراج صاحب کے آنے تک تعینات کئے جائیں گے۔ جس کے بعد وہ ملتان میں بطور سب جج جائیں گے۔

ایم۔ ایس۔ ڈی بٹلر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کو ۲۵ یوم کی رخصت یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء سے عطا کی گئی۔ فرگیوسن صاحب ان کی جگہ کام کریں گے۔

جے ایف بروسٹر صاحب اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء سے ۶ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور ان کو کپتان نکولاس صاحب جہلم سے جاکر سبکدوش کریں گے۔

لاہور مورخہ ۵ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

دستخط گل محمد
نائب میر منشی گورنمنٹ پنجاب

بقیہ نکات قرآن مجید

ما ننسخ من آیۃ میں یہ مراد نہیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ ہو گئی ہے اور اب اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا یہ بالکل غلط ہے قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ ما ننسخ من آیۃ دراصل بنی اسرائیل کے خاندان کی نبوت کے خاتمہ اور بنی اسماعیل میں نبوت کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ کہ خدا کی حکومت آتی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن مجید کے آنے پر عیسائیوں اور یہودیوں کا مذہب بدل دیا۔ غرض یہاں چونکہ نبوت اور حکومت بنی اسرائیل کے خاندان میں ختم ہوتی ہے اسکے متعلق اللہ تعالےٰ نے اظہار فرمایا ہے۔

مقام ابراھیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے کہا اَسْلِمْ۔ اُس نے کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ پس مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ انسان ابراہیمی اطاعت اپنے اندر پیدا کرے۔ اور جسطرح پر وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ ایسی حالت اختیار کرے تب وہ سچا اور کامل مسلمان ہوگا۔ اور اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو ابراہیم کو ملا۔ اسکی اولاد میں برکت اسکے اموال میں برکت ہوگی۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو انسان کامل مسلمان نہیں ہوتا۔ پھر مصائب میں ثابت قدم ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش اپنے اندر رکھتا ہو تب وہ ان برکات کا مورد ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کو ملیں۔

معاہدہ کرلیں۔ اور مختلف مذاہب کے لیڈر اپنی جماعتوں کیطرف سے اسپر دستخط کریں اور ذمہ داری لیں۔ تو آج یہ فسادات اور منافرت دور ہوسکتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ صرف ایک اور ہاں ایک ھی جماعت ایسی ھے جو اپنا امام رکھتی ہے۔ اور اس کی آواز چار لاکھ آدمیوں کی آواز ہے۔ اور وہ اگر اپنی جماعت کیطرف سے ایسا عہدنامہ کرے تو سب کے سب ماننے کو تیار ہیں۔ آریوں اور عیسائیوں کے لئے شاید مشکلات ہوں تاہم اگر آریوں کی صدر انجمن اس معاملہ پر متفق ہوکر صلح کرنے کے لئے کوشش کریں۔ تو آج صلح ہو جاتی ہے۔

یہ تو احمدی قوم کی پوزیشن صلح اور آشتی کے کے متعلق غیر قوموں سے ہے۔ اندرونی اختلافات کے لئے دس سالہ صلح کا پیغام دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے تلخ دشمنوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ اس ثواب کے لینے والے نہ ٹھیرے۔ جو اس کے بدلہ میں انہیں ملتا۔ آخر افصح المودبین خود انہیں اس طرف لا رہا ہے۔

فی الجملہ میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا بیانات کے بعد مخالفین کا کوئی حق نہیں ہے کہ امن و سلامتی کے شہزادہ (مہدی موعود) کی قوم (احمدی) کو الزام دیں۔ یہی سلسلہ حقہ ہے جو دنیا میں امن قایم کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے بیزار ہے کہ دوسروں میں نفرت پھیلائی جائے۔ اسکا تو مقولہ یہ ہے ؎

آنرا البشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

[illegible]

نکاتِ قرآن مجید

میں رمضان شریف کے اس درس میں سے بعض ضروری ضروری نکات انشاء اللہ درج کرتا رہونگا یہ سلسلہ مسلسل نہ ہوگا بلکہ جستہ جستہ مقامات میں سے اور حضرت کے ارشادات کے یہ نوٹ شروع ہوں گے۔ ایڈیٹر

قرآن کریم کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت اسکا ابتدا الہی ہے جو الحمد للہ سے ہوا ہے، دوسرے مذاہب کی کتابیں جو ہمارے سامنے ہیں انکے ابتدا پر اگر نظر کریں اور پھر اسکا مقابلہ قرآن کریم سے کریں تو قرآن کریم کی ابتدا اس پہلو میں نہایت شاندار اور بہت سے حقایق اپنے اندر رکھتی ہے اور دوسری کتابوں کی ابتدا کو روحانیت کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا الحمد للہ کہنے والے کی قلب کی طمانیت کا پتہ لگتا ہے کہ وہ تمام سکھوں اور راحتوں کو گویا حاصل کرچکا ہے اور دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب پر کامیابی اور فتح پاچکا ہے کوئی امید اور آرزو اب باقی نہیں۔ پھر اس کے تعلق بالعد کا پتہ لگتا ہے کہ اسکے مدنظر ہمیشہ اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اسکی حمد کرتا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حوصلہ اور عظیم الشان شرح صدر اور رضا بالقضا کا ثبوت ہوتا ہے، مکہ کی ساعات عسر میں آپ الحمد للہ کہتے ہیں، جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ابتدائی تکالیف آپکی نظر میں ہیچ اور آپکی کوہ وقاری کو ہلا نیوالی ہیں۔

پھر اسی نقطہ میں قرآن مجید کی اس تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ پیش کردیا جو وہ عبادتہ کے متعلق دنیا کو دینا چاہتا ہے مکہ معظمہ میں اسوقت بت پرستی ہورہی تھی۔ الحمد للہ کہنے والا بتاتا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہوگی۔ اور باطل معبودوں کا نام و نشان مٹ جائیگا۔

پھر الحمد للہ کہنے والا دنیا میں محمد ﷺ ہوگا۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں کی عظیم الشان پیشگوئی معلوم ہوتی ہے۔ بالمقابل انجیل کی ابتدا دیکھو کہ یسوع کا نسب نامہ شروع ہوتا ہے اور ویدوں کی ابتدا اگنی کی تعریف سے۔ اسی طرح قرآن مجید کی انتہا اور دوسری کتابوں کی انتہا میں بھی فرق نمایاں ہے اور سچ تو یہ ہے خدا کا قول سو قول بشر کیونکر برابر ہو۔ وہاں قدرت بیان درماندگی فرق نمایاں ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اسکی قدر کریں کیونکہ معنی اور مفہوم یہ ہے کہ کتاب یہی ہے فی الحقیقت پڑھنے کے قابل اور انسان کی زندگی کے ہر مرحلہ اور حصہ میں عمل کے قابل اگر کوئی دستور العمل ہے تو یہی ہے اور ہر متقی جماعت کا یہ ہدایت نامہ ہے ✤

کتاب کا لفظ قرآن مجید کی حفاظت کی پیشگوئی کرتا ہے دنیا کی تمام مذہبی کتابیں۔ قرآن مجید کے مقابلہ میں اس پہلو سے بھی گری ہوئی ہیں۔ کیونکہ کسی کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا جو قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پھر قرآن مجید کے متعلق فرمایا ھُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہر متقی جماعت خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں ہو اسکا ہدایت نامہ یہی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ تمام دنیا کی صداقتوں عقاید حقہ اور اعمال صالحہ کی جامع ہے اور یہی قرآن مجید کا اعجاز ہے نادان عیسائی معترض بنا بیع الاسلام میں بیہودہ کوشش کرتا ہے یہ ثابت کرنیکے لئے کہ قرآن مجید کی تعلیم فلاں جگہ سے مستنبط ہے اور یہ اس جگہ سے لیا۔ اُسے معلوم نہیں کہ قرآن مجید نے تو خود دنیا کی تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور پھر ایسے وقت میں ان صداقتوں کو اپنے اندر لیا ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کلام اور کام کے کسی انسانی طاقت سے محض ناممکن ہے عرب کی اسوقت کی تعلیمی حالت اور دنیا کی عام حالت اسکی شاہد ہے مختلف ملکوں کی مذہبی کتابیں جمع کرنا اور پھر ان میں سے صداقتوں کو نکال لینا یہ انسانی کام نہیں اگر بنا بیع کے مصنف کی بات کو ہی مدنظر رکھیں تو بھی آنحضرت صلعم کا یہ کمال آپکے دعوے نبوت کی صداقت کی زبردست دلیل ہے ✤

اذ قتلتم نفسًا کے متعلق فرمایا کہ صوفیوں نے اسکو نسبت لکھا ہے کہ یہاں مضار قوی مراد ہے انسان چونکہ مختلف قوتوں کا مجموعہ ہے اگر وہ مضاد قوی سے کام لے یعنی غضب کا مقابلہ حلم سے۔ اور شہوت کا عفت سے کرے۔ اور طمع کا قناعت سے علیٰ ہذا القیاس ان تمام قوی کا جو انسان کے اندر ہیں باہم مضار ہونا ہے تو اس مضاریہ قوی سے اُسے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ پھر اس کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ جب تم نے ایک نفس (رجی)

[illegible]

قرآن کریم کی صداقت کی ایک لانظیر دلیل

قرآن مجید کے اس درس میں جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے رمضان میں شروع فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی آیت لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس مضمون کو کھول کر لکھے۔ میں نے حضرت کے اس ارشاد کی تعمیل سعادت سمجھ کر ذیل کا مضمون لکھ دینا پسند کیا ہے امید ہے ناظرین اس پر غور کریں گے یہ مضمون دراصل حضرت کی تقریر کی توضیح ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت قرآن مجید کی حقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بالآخر اسلام کے دین اللہ ہونے پر ایک ایسی دلیل ہے کہ کوئی سائنس (علوم صحیحہ) اور کوئی صحیح مشاہدہ اور صحیح تجربہ اس کو نہیں توڑ سکتا اور عقل صحیح کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔

اس میں قرآن مجید کی حقیت یا یوں کہو کہ مامورین و مرسلین کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اس میں اختلاف کثیر نہیں۔ اس آیت سے اتنا تو پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات ان امور سماوی میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں بظاہر کوئی اختلاف نظر نہیں آسکتا۔ گو فی الواقع وہ اختلاف نہیں ہوتا کیونکہ یہاں لوجدوا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ اختلاف کو پاتے لیکن یہ اختلافات انسان کی اپنی عقل اور فہم کے ماتحت ہوتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ آیت تحدی کے رنگ میں پیش کی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کہانتک سچا ہے۔ قرآن کریم اس معیار پر ایسا پورا اترتا ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اوّل قرآن کریم کی تعلیم کو ہم لیتے ہیں اس میں کوئی حکم ایسا نہیں جو کسی حکم کے خلاف اور نقیض و نقیض ہو اور پھر صرف یہ بلکہ دنیا کی کسی کتاب دنیا کے کسی ہادی کے ملفوظات میں کوئی ایسی صداقت اور ایسی ہدایت نہیں جو قرآن کریم کی ہدایت کے خلاف ہو کیونکہ قرآن مجید نے تو پہلے ہی دعویٰ کیا ہے فیہا کتب قیمۃ اور ھدًی للمتقین اور انّ ھذا القرآن یھدی للّتی ھی اقوم یہ تو قرآن کریم کی عام تعلیمی حالت ہے اس میں باہم اختلاف تو درکنار وہ دنیا بھر کی ہدایتوں اور تعلیمات حقہ کے ساتھ بھی اختلاف نہیں کرتا بلکہ انکا جامع ہے کسی قوم اور کسی ملک میں کسی کتاب اور ملفوظات میں کوئی تعلیم اور ہدایت جو انسان کی بھلائی کے لئے ہو پیش کرو جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

دوم قرآن مجید عملی پہلو میں بھی اختلاف نہیں رکھتا قرآن مجید نے دعویٰ کیا کہ ھدًی للمتقین۔ شفاء لما فی الصدور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی چیز کی تعریف کرے اور وہ تعریف عملی رنگ میں محض ہیچ ہو مگر قرآن مجید نے اپنے اس دعویٰ کو واقعات سے صحیح ثابت کیا جب قوم نے اسپر عمل کیا ان کے لئے وہ شفاء۔ نور اور ہدایت ثابت ہوا۔ یا نہیں؟ یہ تاریخی واقعہ ہے اور اسے عرب کی کایا پلٹ تاریخ بھول نہیں سکتی اور نہ صرف عرب کی تاریخ۔ بلکہ تمام تاریخ عالم کے اوراق اس صداقت کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور پھر یہاں تک ہی نہیں ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کا وجود دنیا میں ہوتا ہے جو قرآن مجید کی عملی تاثیرات کا پھل ہوتے ہیں۔ اور وہ نمونہ ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی زندہ تاثیروں کا۔

سوم سائنس اور علوم حقہ صحیحہ جسقدر بھی چاہیں ترقی کریں قرآن کریم ان صداقتوں کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہیں ہے اسوقت تک جسقدر صداقتیں سائنس کی ظاہر ہوئی ہیں قرآن مجید انہیں ظاہر کرتا ہے۔ یہ حصہ اس مضمون کا بہت طویل ہے مثال کے طور پر صرف ایک بات لکھدی جاتی ہے کہ آج علم بوٹانی کے ماہرین نے بڑی جدوجہد سے دریافت کیا کہ درختوں میں نر و مادہ ہوتے ہیں۔ مگر قرآن کریم آج سے تیرہ سو سال پہلے کہہ چکا ہے وارسلنا الریاح لواقح اور انبتنا فیہا من کل زوج بہیج قرآن مجید میں یہ مضمون بہت جگہ بڑی وضاحت سے آیا ہے اور پہلی آیت جو یہاں لکھی ہے اس میں علم ہوا کے متعلق بہت کچھ اسرار رکھ دیئے ہیں۔ اس طرح جیسا سائنس جس قدر بلند پرواز کریگا اسیقدر قرآن کریم اپنی صداقت میں اسکے ساتھ مطابقت کھائیگا۔

چہارم۔ قرآن کریم کا نزول ۲۳ سال میں ہوا ہے اور اس عرصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مختلف حالتوں میں سے گذرے ہیں ابتدائی حصہ آپکی زندگی کا مکہ معظمہ میں نہایت عسر اور مشکلات میں گذرا ہے۔ مکی آیتوں اور سورتوں کو پڑھو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت میں کوئی کمزوری اور اپنے دعوے کے اظہار میں کسی قسم کی مداہنت پائی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ پوری شوکت اور قوت سے آپ نے تبلیغ کی ہے اور اس جرأت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعویٰ کو بیان کیا کہ اس میں ذرہ بھر تزلزل نہیں ہوا۔ بلکہ مکی آیتوں میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ انسان کے وہم میں بھی نہیں آسکتی ہے اسلئے کہ وہ علّمہ شدید القویٰ کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

مکہ والوں کی محبوب چیز بت پرستی اور شرک تھا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں وما امروا الّا لیعبدوا الٰھًا واحدًا لا الٰہ الّا ھو کی تعلیم دی اور انہیں کھول کر بتایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثمًا عظیمًا۔ عرب جیسی احساس کرنیوالی قوم کو انکی محبوب اور مرغوب شے بت پرستی کی شناعت سنانا اور انہیں مشرک کہکر مفتری قرار دینا معمولی بات نہیں بلکہ اس قوم کو بھڑکا دینے کیلئے یہ زبردست تحریک تھی۔ ایک شخص اپنے جتھے اور جمعیت پر اعتماد کرکے ممکن ہے اپنے مخالفوں کے خلاف زبان کھولے مگر بیکسی کیحالت میں انہیں شرک کی برائیوں سے آگاہ کرنا اور شرک کے خطرناک نتائج سے ڈرانا یہ ایسی بات ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو روشن کر دیا ہے۔

پھر بت پرست اور مشرک قوم عجائب پسند ہوتی ہے اور وہ ایسے آدمیوں کی طرف رجوع کر سکتی ہے جو انہیں غیب کی باتیں (اس سے مراد رمالوں اور فالبین کے غیب ہیں) بتائے یا انہیں مال و دولت کی تحریص دلاسکے کہ کسی عمل یا وظیفہ سے وہ خزائن دنیا جمع کر لیں۔ اور یا انہیں ایسی راہ بتائے جو شرک کا شعبہ ہو یعنی اوتار وغیرہ کی تعلیم دے۔

اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی ان امیدوں کو

ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسرِ شان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں۔ تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جاوے۔ کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرنے۔ جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہے **دوسری شرط** یہ ہے۔ کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھیرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھ شایع کرادی ہو۔ اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں۔ جنپر میرا عقیدہ ہے۔ اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند۔ یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ وہ بتفصیل ذیل ہیں ✤

اول یہ کہ ان دنوں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے ہنسی کا۔ دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت ان کو ملی نہایت غیرتمند ہیں۔ لہذا جو کچھہ دوسری قومیں طرح طرح کی مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور اُن کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شاید ان کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف نہ ہو اور اسلامی اصول ایسے ہتھیار نہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں شلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام اسکے مقابل پر اسکے پیغمبر اور اس کے مقتدا کو کچھہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر **ایک مسلمان اس نبی سے ایسا ھی پیار کرتا ھے جیسا کہ اسکا فریق مخالف** وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلیے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر وہ تو ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کی نبوت پر تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت دکھہ اٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا۔ مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی جس صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جاوے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی **کروڑوں** تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کھلنے کے لئے بطور موید ہوں۔ اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردی گئی ہیں کیونکہ کچھہ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر ان کے بارے میں اپنی مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلا شبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھہ شک نہیں کہ بہت کچھہ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے۔ اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچاوے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کیلئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی برد

پیدا ہو جائے گی **تیسری ضرورت** اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے۔ تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبّت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑھ **مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی** ہے۔ گورنمنٹ اپنے رعایا کے لئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس اس صورت میں انکا حق بھی ہے کہ ان کی **دردناک فریاد** کیطرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا صرف مسلمانوں کو فایدہ پہونچتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فایدہ میں شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے ہیں اور شریر لوگوں کا مونہہ بند ہوتا ہے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہر ایک قوم پر اس کا اثر برابر ہے آخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ایک توفیق اُسی کے ارادہ اور حکم سے ہے

آمین

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء۔

اس درخواست کے ساتھ ہی اس مضمون کا نوٹس پادری صاحبان اور آریہ صاحبان کے نام لکھا گیا تھا مگر افسوس آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان نے اس معقول اور صلح اور امن قائم کرنیوالی تدبیر کی تائید نہ کی ورنہ آج یہانتک نوبت نہ پہونچتی اور وہ گندہ اور ناپاک لٹریچر جو مذہب کے نام سے پھیلایا گیا ہے ہندوستان سے معدوم ہو جاتا۔ اور جو نفرت ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور اگر اب بھی اُسی اصول پر عملدرآمد ہو جاوے تو اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ محبت و اتفاق پیدا ہو جاوے ایسی خیال سے میں نے اس تجویز کے کئی مرتبہ الحکم میں تجدید کی مگر معترض اسلام کے کیمپ سے اس کے متعلق کوئی صدا نہ اُٹھی۔ ہمارے مخالفین میں آریہ مہاشوں کا لٹریچر جو دوسرے مختلف مذاہب کے خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے خلاف خود آرین بزرگوں کی رائیں آریہ پتر اِل ہی میں پیش ہوئی ہیں ہندوستانی جیسے معزز اخبارات نے انہیں دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحریروں کو نرم کریں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔ بالآخر اب پریس ایکٹ اس کی اصلاح کرے گا۔

اس پر بھی بس نہ کر کے ہمارے حضرت نے ایسے جلسوں کے انعقاد کی تجویز بھی مذہبی دنیا کے سامنے رکھی جس میں وہ صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور یہ جائز استعمال آزادی مذہب کا تھا۔ اور اس کی نظیر بھی قائم کی۔ چنانچہ لاہور کا جلسہ مہوتسو آپ کی تحریک پر ہوا تھا۔ اسی قسم کے جلسوں کا آپ قادیان میں ایک انتظام کرنا چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے **منارۃ المسیح** کے ساتھ ایک ہال بنانیکا بھی آپکا ارادہ تھا۔ اب بھی یہ تجویز خدا کا کوئی پاک بندہ اپنے وقت پر عملی رنگ میں انشاء اللہ لے آئیگا۔

غرض جن طریقوں سے ممکن تھا۔ آپ نے ہندو مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں **پیغام صلح** جیسی کتاب لکھ کر شایع کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو مٹا دینے کا آخری گُر بتایا۔ کم از کم آریہ مہاشوں پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو گیا وہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کرتے ہیں یا اس سلسلہ کے اخبارات کو ہتک کرتے ہیں۔ یہ ان کی نری زیادتی ہے جبکہ ہم اُن کے مسلمہ راستبازوں کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے ساتھ فی الواقعہ کچھ بھی محبت ہوتی تو ہمارے مقتدا اور سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اپنا فرض سمجھتے۔ مگر وہ اسطرف نہیں آئے ہمنے انہیں **پیغام صلح** دیا مگر اس کا جواب تیر و تفنگ سے دیا گیا۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ اس مذہبی منافرت کے ذمہ وار کون ہیں۔ اب بھی اگر ہندو مسلمانوں کے مابین منافرت کو ہندو اور مسلمان لیڈر کم کرنا چاہتے ہیں اور ان میں اتحاد اور اتفاق بڑھانا چاہتے ہیں تو وہ اس اصول کو اختیار کریں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے اس مسودہ قانون کو جو منافرت مذہبی کا مسودہ ہے کونسل قانون میں پیش کرنے کی تحریک کی جاوے اور پیغام صلح کی شرائط پر دستخط کر دیئے جاویں اور اگر اس مسودہ کو قانونی شکل میں لانے کا خیال نہیں ہے تو بھی ہندو اور مسلمان لیڈر باہم ملکر ایک

شہروں میں رہتے۔ شریف مہذب۔ اور خوش باش کہلاتے اور دولت اور علم سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ہمارے گھروں کی بیبیاں شائستگی نیک بختی۔ تہذیب۔ شرم وحیا۔ پاس۔ لحاظ۔ ادب و متانت۔ اور عقل و فراست کے زیور سے آراستہ ہوں۔ مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے۔ اور اسی وجہ سے قوم تیرا دبار و بلا کا نشانہ ہے۔ (وطن)

مسافر اور ہم

آگرہ کا دریدہ دہن اخبار **مسافر** جس بے باکی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ حال میں اضلاع متحدہ کی گورنمنٹ نے جدید پریس ایکٹ کے ماتحت اس سے پانچہزار روپیہ کی ضمانت مسافر پریس کے متعلق طلب کی ہے اس ضمانت کے روپیہ بہم پہنچانے کے لئے جو اپیل مسافر نے کی ہے اس میں وہ خواہ نخواہ اسلامی اخبارات کے خلاف گورنمنٹ کو اکسانا چاہتا ہے اور مسافر کی اس ضمانت کے متعلق جن ہندوؤں اور آریہ اخبارات نے مضامین لکھے ہیں انہوں نے بھی اسلامی اخبارات کے خلاف زور لگایا ہے میں نہیں جانتا۔ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ مگر میں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوب جانتی ہے۔ کہ اخبار کیا کر رہے ہیں۔ ان اخبارات کی فہرست میں الحکم اور بلال پر بھی نظر عنایت کی ہے۔ اور چاہا ہے کہ گورنمنٹ ان سے بھی بدظن ہو۔ میں مسافر آگرہ کی اس قسم کی تحریر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کے اخبارات کی پولیسی سے خوب واقف ہے خصوصاً الحکم اور اس کے ایڈیٹر کے متعلق اس کے معلومات مسافر آگرہ کی نسبت بہت زیادہ وسیع ہیں۔ اور پھر ہمارے ضلع کے نیکدل اور بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع **میجر سی ایم کننگ** خوب جانتے ہیں۔ کہ قادیانی پریس کس دانشمندی اور اعتدال سے چلایا جاتا ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے نیک خیالات کا عملی رنگ میں اظہار فرمایا ہے۔ جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں۔ احمدی قوم شہزادہ امن کی خادم اسکا بانی اور اسکا موجودہ امام ہمیشہ اپنی قوم کو **امن عامہ**۔ اور **وفاداری** اور فرماں پذیری گورنمنٹ کی تعلیم دیتے مخفی سوسائیٹوں سے بیزاری کا اظہار اور ایسے منصوبہ باز شریروں کا اگر علم ہو تو فوراً مجاز افسروں کو اطلاع دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ہم دوسروں سے گالیاں سن کر صبر کرتے اور دشمنوں کے لئے دعا سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے امام نے آخری وقت **ہندو قوم کو پیغام صلح دیا** جو ہندو نیشن کے ایک معزز اور سربرآوردہ بزرگ سر پرتول چندر چڑجی کی صدارت میں سنایا گیا۔ اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت رام بھجدت چودہری نے اسے ویلکم کہا۔ پھر الحکم کے ان مضامین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے اور دونوں قوموں کے لیڈروں کو اس ضروری سوال کے حل کرنے کیطرف ہمیشہ متوجہ کیا گیا۔ چودہ سال کے اندر خدا کے محض فضل سے الحکم کی پولیسی اپنے مرکز اعتدال سے نہیں ہٹی۔ اور ذاتی طور پر ایڈیٹر الحکم کو جب موقعہ ملا۔ اس نے گورنمنٹ کی عملی وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر لیکچر دیئے۔ ہاں یہ سچ ہے اور اس سے کبھی انکار نہیں کہ ان غلط فہمیوں کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جو بعض ناعاقبت اندیش دوسری قوموں میں پیدا کر دیتے ہیں۔ جن سے اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ان غلط اور جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا جواب اعتدال۔ تہذیب اور معقولیت کے دائرہ کے اندر رہ کر وہ جواب دیتا ہے۔ جو اسلام پر بعض کوتہ اندیش لگاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی گندی اور ناپاک تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ ہماری پوزیشن اس مسئلہ میں جو کچھ ہے وہ دوسری جگہ آجکے اخبار میں ظاہر کر دی گئی ہے۔ مسافر اور اسکے یاروں دوستوں کو اپنی روش کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ دوسروں کے کوزپشت ہونیکی آرزو فضول ہے۔ بہرحال ہمنے شروع سے اپنی گورنمنٹ پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملہ میں انصاف سے کام لیتی ہے۔ اور لیگی۔ اور محض دشمنوں کی شرارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ:۔

زمیں پر کچھ نہیں ہوتا جبتک آسماں پر

نہ ہولے " میں جانتا ہوں آریہ اخبار ہمارے اخبارات سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھیں گے۔ انہیں لکھنے دو۔ ایسی باتوں کا کوئی جواب ہماری طرف سے نہیں ہوگا ہاں ان الزامات کا جواب ہم خدا کے فضل سے دینگے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں۔ اور دنیا اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ اور اب یقین ہے کہ پریس ایکٹ کا تازیانہ انکی اصلاح کردیگا۔ ہم تو اپنا ماٹو یہ رکھتے ہیں۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ہندو مسلمان کے تعلقات

ہندو مسلمانوں کے تعلقات دن بدن نازک ہو رہے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان میں رشتہ اتحاد کو مضبوط کیا جاوے اور جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں۔ وہ اسی سلسلہ میں اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیں۔ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ ان تعلقات کو جو عرصہ دراز سے دونوں قوموں میں چلے آتے ہیں توڑ دیا جاوے۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک حالت کیا ہوگی۔

مجھے متعدد مرتبہ اس مضمون پر لکھنے کا موقع ملا۔ لیکن آج میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ جیساکہ

گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کی پوزیشن اس سوال کے متعلق کیا ہے؟ میں بڑے زور اور جرأت اور بلاخوف تردید لکھتا ہوں۔ کہ احمدی قوم کے بانی اور امام نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان اسباب کو دور کر دیا جاوے جو باہم منافرت پھیلاتے ہیں۔ اول تو اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور صلح و آشتی اس کے نام میں موجود ہے مسلمانوں نے عرصہ دراز تک دنیا کے مختلف حصوں میں سلطنت کی ہے۔ اور جس خوبی اور دانشمندی سے انہوں نے اپنی ماتحت اور غیر مذاہب اقوام سے سلوک کیا ہے آج اُسے بعض دشمن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست۔ کے موافق عیب قرار دیں۔ مگر صحیح تاریخ ان واقعات اور حالات کی امین ہے۔ اسلام نوع انسان تو ایک طرف ہر جاندار کے لئے رحمت اور راحت کی ہدایات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کی عملی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدا کیطرف سے قائم ہوا۔ اور اس کا بانی جمالی رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر جہاد کی حرمت کا اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان بھی دراصل پیغام صلح تھا۔ مسلمانوں پر محض اسلام کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور اب تک ہمارے مخالف آریہ اخبارات اس سبق کو رٹتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ انہیں نہ ایک مرتبہ بلکہ بیسیوں مرتبہ سمجھایا گیا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کبھی نہیں اُٹھائی گئی۔ جہاد سعی فی الدین کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی جنگیں دفاعی لڑائیاں تھیں تاہم مسلمانوں سے غیر قوموں اور حکومتوں کو اگر کبھی خوف تھا تو اس امر سے تھا کہ انہیں جہاد کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مسلمان نہیں ہیں

لڑتے ہیں۔ اس غلط خیال کی تردید سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی اور عام طور پر اعلان کیا۔ کہ کوئی کوئی ایسا جہاد نہیں ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا یہ کوشش ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سے اس نفرت اور بغض کو دور کرنے کے لئے نہ تھی جو ان کے دلوں میں بے وجہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں اس اعلان کو شائع کیا۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاوے۔ وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ تا تم فرشتوں کیطرح ہو جاؤ۔"

حضرت کا یہ اعلان عام صلح اور آشتی کو پیدا کرنے والا تھا۔ اور مذہبی منافرت کو کم کرنے والا تھا۔ اگر اس اعلان سے ہمارے مخالف بھی فائدہ اُٹھاتے تو وہ اسلام پر ناجائز اور غیر معقول اعتراض نہ کرتے۔ مگر ہمارے آریہ مہاشوں نے اس اعلان کی پرواہ نہ کر کے پھر بھی اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھا۔

اور ایسے طریق پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ جنہوں نے منافرت کو بڑھانا شروع کر دیا۔ اسلئے مجبوراً اسکے خطرناک نتائج کو روکنے کے لئے جوابات دیئے گئے۔ مگر پھر حضرت مسیح موعودؑ نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کا عظیم الشان کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور آریوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بڑھتے ہوئے نفرت و نفاق کے سیلاب کو روکنے کا انتظام کیا وہ تجویز یہ تھی۔ کہ مذہبی مناظرات کے لئے ایک قانون بنا دیا جاوے۔

یہ مضمون نا تمام رہ جاویگا۔ اگر اُس درخواست کو شائع نہ کیا جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور نے شائع کی تھی۔ چنانچہ وہ درخواست حسب ذیل ہے۔

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کیطرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرما دیا جاوے۔ اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد